ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلہم بالتی ہی احسن

الحمد للہ

کہ این عجالہ نافعہ جواب اعتراضہا نسبت شتم وسب در سورۃ تبت یدا ابی لہب وتب

مسمّٰی بہ

الموعظۃ الحسنہ بالکتاب والسنہ

نمبر اول

مصنفہ

حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان میں شیخ یعقوب علی تراب مالک مطبع کے

اہتمام سے چھپا

ان ربک ہو اعلم بمن ضل عن سبیلہ وہو اعلم بالمہتدین

دو دوانہ میں عجیب و غریب مذہبی کتابوں کا سلسلہ

اس سلسلہ میں حضرت اقدس جناب امام ہمام حضرت مسیح الزمان سلمہ الرحمان کی بعض طویل تقریریں جو معارف اور حقائق قرآنی اور معالجات امراض روحانی پر مشتمل ہوتی ہیں یکجا شائع ہوا کریں گی +

اور جناب حکیم الامت مولانا مولوی نورالدین صاحب بھیروی ثم القادیانی کے درس قرآن میں سے جمع کئے ہوئے لطائف قرآنی اور بعض آیات کی بے نظیر تفسیریں لکھی جائیں گی +

نیز جناب امام المتقین (کیونکہ وہ دارالامان کی برگزیدہ جماعت کے امام ہیں) مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی کے سرمن (وعظ) اور تقریریں بھی درج ہونگی +

نہ صرف یہی بلکہ

جناب عمدۃ المناظرین مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کی بعض نادر تقریریں اور تحریریں بھی اس سلسلہ کی زینت ہوا کریں گی اور بھی ایسے مفید مضامین اور تقریریں جو ہمارے نصاب ذی علم کی عالی دماغیوں کا نتیجہ ہونگے شائع ہوا کرینگے +

چنانچہ ان میں سے پہلا نمبر سید صاحب کے سلسلہ موعظۃ الحسنۃ باالکتاب والسنۃ شائع ہوتا ہے

المشتہر شیخ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیاں دارالامان

یہ رسالہ موقت الشیوع نہ ہوگا عموماً مہینے میں ایک یا دو رسالے شائع ہوا کرینگے یہ رسالہ ایک جزو سے لیکر دو جزو یا اڑھائی جزو تک ہوا کریگا - اور فی نمبر ۲؍ قیمت مع محصولڈاک ہوا کریگی +

مسک العارف یعنے چہل حدیث جو مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہی کی تازہ تصنیف ہے جسمیں چالیس احادیث جمع کیگئی ہیں جو آج سے تیرہ سو سال پیشتر ہمارے سید مقتدا ہادی کامل حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور پیشگوئی بغرض تصدیق جناب مہدی مسعود و مسیح موعود دام اللہ فیوضہم فرمائی ہیں انکے وقت پر پورا ہو جانیکے بعد ان احادیث کو جمع کیا گیا ہے - یہ وہ زبردست کتاب ہے جسکے سات سو نسخے لاہور کی جماعت نے اور سات سو نسخے جناب خانصاحب محمد علیخاں رئیس مالیرکوٹلہ نے چھپوائے ہیں زیر طبع ہے

رسالہ رپورٹ جلسہ قادیانی دارالامان بابت ۱۸۹۷ء - اس عظیم الشان جلسہ روحانی کے مفصل حالات لکھے گئے ہیں جو ۱۸۹۷ء کے دسمبر میں بمقام قادیان منعقد ہوا - حضرت امام الزمان سلمہ الرحمان حضرت مولوی نورالدین صاحب - حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جناب مولوی محمد احسن صاحب اور جناب خواجہ کمال الدین صاحب کی تقریروں کا مجموعہ ہے جو بیش معارف اور حقائق کا چشمہ ہیں زیر طبع ہے سارھے چھ سو کے قریب درخواستیں جمع ہو چکی ہیں + تمام درخواستیں شیخ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان کے نام ہوں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ آلہ التسلیم

ما فی الضمیر

بسا اوقات یہ تمنا دل میں پیدا ہو ہو کر حسرت کی صورت اختیار کرتی رہی کہ ہمارے سید و امام حضرت سیدنا و امامنا جناب مرزا صاحب مسیح موعود دام اللہ فیوضہم کے مقدس کلمات جو وقتاً فوقتاً حضور بطور تقریر کسی تقریب استفسار یا تبلیغ یا کسی الہام کے اظہار کیوقت فرماتے رہتے ہیں اون لوگوں تک ہی محدود نفع بخش نہ ہوں جو حضور کے گرد و پیش بوجہ ارادت و عقیدت تام عموماً جمع رہتے ہیں بلکہ وہ عام لوگوں تک پہونچیں اور مفید الخواص نہیں بلکہ مفید العوام ہوں اور اسی طرح پر ہمارے واجب التعظیم مخدوم حکیم الامت مولانا مولوی نوردین صاحب بھیروی ثم القادیانی اور سراپا لیاقت حضرت مخدومنا مولوی سید محمد احسن امروہی اور ہمارے فضیلت مآب باقت مجسم واجب التعظیم مخدوم مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی وغیرہم کے ملفوظات اور نکات و اسرار قرآنی جو وہ بعض معترضین کے جواب میں ظاہر فرماتے ہیں یا کوئی اور ایسی ہی تقریب اون معارف اور اسرار کے اظہار کا موجب ہو جاتی ہے، بھی مکتوبی لباس پہنے بغرض بزم میں کیونکہ ہمارا اعتقاد ہے کہ اون معارف عالیہ کی اشاعت ہمارے سید و مقتدا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے وعدہ بلشرد ورفعنا لک ذکرک اور لیظہرہٗ علی الدین کلہٖ کے پورا ہونے کا ایک ذریعہ ہے اور جس جس قدر معارف قرآنی ظاہر ہونگے اُسی قدر رفع الذکر آنحضرت صلعم کا زیادہ ہوگا پیش آرزوئیں تھیں جو ایک عرصہ سے دل میں جانشین تھیں اور دنیا میں کئی دفعہ حسرتیں بن چکی تھیں لیکن ہم نہایت مسرت سے ظاہر کرتے ہیں کہ اللہ کریم نے ہمارے اس ارادہ کو (جو وہی خوب جانتا ہے محض خلوص نیت سے کیا گیا تھا) پورا ہونیکا ایک ایسا سامان بہم پونچایا جس سے بہتر ممکن نہیں والحمد للہ علی ذالک یعنے ہمکو خاص دارالامان میں

قیام کرنے کا شرف بخشا جہاں ہم امام الزمان کی حضوری کے شرف کے علاوہ اپنے مشارالیہم مخدوموں کی حصول ملازمت کا فخر بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ پس وہ بجھی ہوئی آرزوئیں اور مٹی ہوئی حسرتیں پھر تازہ ہو گئیں اور نفس الامر میں یہ بڑا ظلم ہوگا کہ ہم امام الزمان کے حضور رہکر اور اپنے مخدومون سے نیاز حاصل کر کے بھی اپنے حاصل کردہ فائدہ کو عوام تک نہ پہونچائیں۔ انشاء اللہ العزیز یہ مختلف سلسلے ہونگے۔ اس رسالہ کے ذریعہ ہم جناب مخدومنا حضرت سید محمد احسن صاحب امروہی کی تحریرات و تقریرات کے سلسلہ کو شروع کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں جناب ممدوح کی وہ تحریرات متعلقہ تفسیر آیات طبع ہونگی جو آپ نے مجالس وعظ میں بیان فرمائیں یا کسی معترض کے جواب میں لکھیں اور ان تحریرات کی ترتیب سور قرآن کی آیات کی ترتیب پر طبع نہ ہوگی بلکہ وقتاً فوقتاً جو جو مواقع اظہار اسرار نکات قرآنی کے پیش آتے رہیں گے۔ اوسی لحاظ سے شایع ہوتی رہیں گی چونکہ ہمارے واجب التعظیم مخدوم کی تحریریں اور تقریریں دلائل کتاب وسنت پر مشتمل تھیں لہذا اس سلسلہ کا نام سلسلۃ الموعظۃ الحسنہ بالکتاب والسنۃ رکھا گیا ہے جنمیں یہ پہلا نمبر ہے۔ اور جو سورۂ تبت کی تفسیر لطیف پر مشتمل ہے جسمیں ڈاکٹر غلام رسول شفاخانہ ٹوہانہ ضلع حصار کے اعتراضوں کے جواب (جو اونہوں نے بزبان مخالف کئے) ایک نہائت لطیف اور عجیب طور پر دئے گئے ہیں۔ جنمیں عجائب وغرائب فلسفیانہ طرز اور صوفیانہ اسلوب کا رنگ جدا جدا نظر آتا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ یہ سلسلہ بہت ہی مفید اور موثر ہوگا اللہ تعالیٰ اس میں قبولیت کی روح پھونکے اور ہم کو محض صدق نیت اور اخلاص عطا کرے اور جو کچھ ہمارے قلم سے نکلے وہ محض اوسکی رضا جوئی اور اوسکے برگزیدہ ہادی کامل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی رفع ذکر اور اظہار غلبہ دین اسلام کے لئے ہو۔ آمین۔

اب ہم اس تمہیدی عرض حال کو ختم کرتے ہیں اور اصل تفسیر کے شروع سے پہلے ڈاکٹر موصوف کے اعتراضات درج کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس تفسیر کو قبول کرے اور بھولے بھٹکوں کے لئے ہدائت کا موجب کرے۔

دارالامن والامان قادیان
۲۰ فروری ۱۸۹۹ء

نبی نوع انسان کا سچا خدمت گذار شیخ یعقوب علی (تراب)
ایڈیٹر الحکم قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

از شفاخانہ ٹوہانہ ضلع حصار

برادر مکرم زاد اللہ شرفکم

السلام علیکم۔ وعلی من لدیکم۔ دل چاہتا ہے کہ ہمیشہ آپ سے طریق مکالمہ جاری رہے۔ مگر چونکہ کوئی امر ضروری درپیش نہیں ہوتا اسلئے پھر بند ہو جاتا ہے۔ سو خیال کیا کہ کوئی ذکر خیر شروع کیا جاوے جس سے دینی دنیوی فائدہ حاصل ہوتا رہے۔ پس قرانی دقائق وحقائق دریافت کرتے رہنا سب سے عمدہ طریقہ ہے۔

جب تک رہا ہے دم میرا میرے وجود میں — دائم رہا خدا کے حضور و شہود میں
اب بھی یہی غرض ہے میری اس نمود میں — نکلے دم آخری بھی تو نکلے سجود میں

او ٹھے زمیں سے لاش تو اوٹھے نماز مین
مرکر بھی ہو نہ چوک خدا کی نیاز میں

اسوقت سورۃ لھب کے بارہ میں چند اعتراض تحریر کر کے آپکی خدمت میں ارسال کئے جاتے ہیں انپر آپ بھی غور فرماویں کہ آیا یہ اعتراض درست ہیں یا نہیں اور پھر بجناب حضرت اقدس جناب مرزا صاحب جی دام اللہ برکاتہم اصلاً یا نقلاً ضرور روانہ فرمادیں اور جو کچھ وہانسے جواب آوے اوس سے مطلع کریں۔ اگر ضرورت رہی تو بعد مَیں بھی اپنا خیال عرض کرونگا۔

گو بہ فضل الٰہی آپ جزرسی دو دقیقہ شناسی سے بہت کچھ حصہ رکھتے ہیں اور ہر ایک امر میں اعتقاد واثق ورائے مستبد۔ اور کئی ایک شور شیریں و چرب ذائقہ سے لطف اوٹھاتے جاتے ہیں۔ جو جانتے کا حق ہے سمجھتے ہیں جو سمجھنے کی حد ہے۔ تاہم بطور مقدمہ اپنی رائے کا عام خاصہ عرض کردیتا ہوں تا کہ دونوں رائیں ایک خط متوازی سے گذر کر ایک ہی نتیجہ پیدا کریں اور ایک ہی مرکز دونوں محیط کا رہے۔

وہ یہ کہ مفسرین متقدمین رحمہم اللہ اجمعین کے احسان ہمارے سر پر بہت کچھ ہیں اور ہم اونکے تہ دل سے مشکور وممنوں ہیں۔ مگر یہ بات مشکوری میں داخل نہیں کہ ہم اپنے آپ کو بالکل بہمہ تن اونہیں کے حوالہ کردیں اور اونہیں کے رائے وقیاس کے کٹ پتلے بنجائیں۔ بالفرض اگر ہم ایسا کریں تو گویا زبان حال سے ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ انسان وہی تھے۔ ہم انسان نہیں۔ لائق آدمی کو لائق سمجھنا شرک نہیں اور خدا سمجھنا آدمیت نہیں جن لوگونکو یہ بات بھاری اور اجنبی معلوم ہوتی ہے۔ اکثر وہ یہ حجتیں پیش کرتے ہیں

حجت اول دربارۂ علم۔ یعنے نئے مفسر یا مترجم کو علم اونکے برابر ہونا چاہیئے یہ بات اُنکی
جب تک ان حرفوں میں رہے تب تک تو خوشنما معلوم ہوتی ہے مگر جب اندر سے گُدڑ یہ نکلتا ہے کہ وہ
صرف صرف نحو منطق و زباندانی کو ہی علم سمجھ رہے ہیں اور میبذی و ملاحسن کی تحقیق کو ہی آسمانی
تحقیق کے برابر اور لیلا وتی کو ہی خطائیں۔ گو زبدۃ الحساب جاننے والوں کے نزدیک عین خطا ہو تو
ان کی ساری دیوار ریت کی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ علم کچھ اور شے ہے ؎

عشق آن نیست کہ بر شعلہ او سوز شمع عشق آن ست کہ در خرمن پروانہ زدند

علم وہ ہے جسنے ایک اُمی کو غالماً للکتاب و معلماً للسنہ کا خطاب دلوایا وغیرہ وغیرہ

حجت دوم قرب عہد۔ یعنے وہ لوگ قریب العہد ہونے کے باعث صحیح الرائے تھے
اگر اُسکا ٹھیک پتہ لو توسیح یہ ہے کہ جو اپنے پیدا ہونے سے دو دن پہلے مرگئے وہ قریب العہد کہلانے
لگے اور منقدمین بنگئے سنہ ۱۳۱۱ ہجری میں ہی کیوں نہ گذرے ہوں اور اپنے وقت میں کیسی ہی متہم
اور مرتد معصروں سے ہوئے ہوں اور تفسیر کے بارہ میں قدامت اور قریب العہدی کا یہ حال ہے کہ قرآن
مجید کے نزول کے ڈیڑھ سو برس بعد تفسیر کی ضرورت پڑی تھی۔ سو نہایت مختصر تفسیریں تیار ہونے
لگیں رفتہ رفتہ بڑی بڑی ضخامت کی تفسیریں بنگئیں تو خیال کرنا چاہیئے کہ ڈیڑھ سو برس
بعد کے قریب العہد لوگ کس قسم کی صحت حاصل کر سکتے ہیں مثلاً اورنگ زیب کے زمانہ کی باتیں
اگر ہم سینہ بسینہ دریافت کریں تو کتنی اور کیسی صحیح دریافت ہو سکتی ہیں

حجت سوم۔ وسائل یعنے مفسرین منقدمین کی تحقیقات کے وسائل عمدہ و غالب تھے
ہر ایک تفسیر پر جب نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ کہیں تو ظاہر معانی سے کام لیا ہے اور کہیں اشارات
و رموز سے۔ کہیں قیاس سے اور بعض موقعہ پر اد مراد مر کی آیات جوڑ کر ایک قصہ بنانا پڑا کہیں
آیت و حدیث کا تخالف دیکھ کر تاویل کرنی پڑی گو انھوں نے نیک نیتی سے یہ کام بنایا مگر
مگر اونکا علم تقدم تحقیقات سے کبھی بھی یہ رتبہ حاصل نہیں کرسکتی کہ وہ عین صحت پر تھے اور
انکی رائے پر ضرور ڈھ کر مرنا چاہیئے۔

جب یہ بات طے ہو چکی تو اب یہ بات قابل ذکر ہے کہ علم خدا و کلام خدا ہر زمانہ کیلئے محیط ہے
مگر انسان اسیقدر اس سے بہرہ ور ہو سکتا ہے جس قدر اپنے زمانہ کے بموجب اُسکو عقل

؎ دراصل اُنکے اس کہنے کا منشا یہ ہوتا ہے کہ وہ خاتم العلم والفضل تھے ۱۲

علم و تجربہ حاصل ہوا ہے اور زمانہ کی ضرورتیں ایجادیں طرزیں ہمیشہ اپنا رنگ پلٹتی رہتی ہیں اسلئے کلام خدا کے معانی بھی نئے نئے اہل زمانہ کی سمجھ میں آتے رہتے ہیں جن سے اصل کلام الٰہی میں کچھ فرق نہیں آتا اسیوجہ سے یہ قول مشہور ہے کہ قرآن مجید کے معانی کبھی ختم نہیں ہونگے اور یہ قرآن شریف کا معجزہ ہے۔ فی الحقیقت یہ بات نہایت سچی ہے

مثلاً دیکھئے کہ جب مفسرین نے سورت یوسف کی آیت وَاٰتَتْ کُلَّ وَاحِدَۃٍ مِّنْہُنَّ سِکِّیْنًا۔ کی تفسیر کی اور ممالک مشرقی میں ضیافت اور چھری بے میل بات دکھی تو قیاس دوڑا کر اُنہوں نے یہ قرار دیا کہ بعد ضیافت لیموں کھائے ہونگے اور اُنکے چیرنے کیلئے چھری کی ضرورت پڑی ہوگی کیونکہ ضیافت میں چھری بے میل بات تھی اور سنگترے کیلئے چھری کی ضرورت نہ تھی حالانکہ لیموں کھانا بھی حشیانہ طریق ہے نہ ایرانہ اور یہ دستور بات ہے مگر ضرورتاً کہہ گذرے لیکن اس زمانہ میں یہ بات کچھ غور طلب ہی نہیں کیونکہ کل ممالک مغرب کے لوگ (جو مصر سے شروع ہوکر کل افریقہ و یورپ ہے) مثلاً انگریز چھری کانٹے سے ہی کھانا کھاتے ہیں اور مصر میں بھی یہی رواج تھا پس چھری کا کھانے میں موجود ہونا ممالک مغربی کی راہ و رسم کے بموجب کچھ اچنبھا کی بات نہ تھی۔ مگر عرب سے لیکر کل ایشیا میں اسکی تفسیر کرنا مشکل ہوگئی اسلئے اس آیت میں کچھ مضمون اور بڑھا دیا۔ مگر اب وہ قصہ تجربہ کے سبب معمولی ہوگیا لکھتے لکھتے دل گھبرا گیا ہے معاف فرمادیں ۔

ایک حافظ صاحب نابینا و دانشمند جو آپکے دوست ہیں اور میرے سامنے تشریف لایا کرتے تھے انکو میرا السلام علیکم کہہ دینا اور ایک درشت بات جو میرے منہ سے عند المباحثہ از راہ خطا نکل گئی تھی میری طرف سے اسکی معافی چاہنا۔ گو سورۃ عبس کا مصداق تھا سنت نبوی ہے۔ گو خطا لینے میں کیا سُنت + حافظ صاحب۔ معاف فرمادیں ۔ والسلام

از شفاخانہ ٹوہانہ ضلع حصار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السلام علی المجیب والناظر[1]

اعتراضات ذیل محض بغرض دُور کرنے شبہات خود اور توڑنے حجت معترض مخالف کے ہیں نا طرین یا مجیب براہ کرم میرے اعتقاد پر دھبہ نہ لگادیں

---

[1] جواب اسلام کے پھیلنے سے بعض لوگوں نے خلاف سنت سمجھ کر ترک کردیا ہے ۱۲

حشتیم حنفیم محمدیم

بندہ بارگاہ ایزد یم تو

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ٭ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ ط مَآ اَغْنٰی عَنْہُ مَالُہٗ وَمَا کَسَبَ ط سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَھَبٍ وَّامْرَاَتُہٗ ط حَمَّالَۃَ الْحَطَبِ ط فِیْ جِیْدِھَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ط اس سورت کے معانی یا تفسیر کیطرف رجوع کرنا کچھ ضروری نہیں کیونکہ اُسکے شان نزول و تفسیر پر مفسرین کا اتفاق ہے۔ جسکا خلاصہ بقول ایک مُونھ پھٹ معترض کے یہ ہے کہ چچا نے غصہ میں آکر بھتیجے پر کنکر پھینکے اور چچے نے لکڑیاں و کانٹے خود جنگل سے چُنکر راہ میں بچھائے اُس کے مقابلہ میں خداوند جل شانہٗ نے حضرت ؐ کی یہ رعائت و حمائت کی کہ ابولہب کو خوب بددُعائیں اور گالیں دیں اور اُسکی عورت کو بھی زبانی لڑائی میں خوب لتاڑا۔ مگر اُس سے زیادہ اور کچھ نہ ہوسکا چپ کرکے بیٹھ رہے یا قرآن مجید میں درج کردیا۔

اے ناظرین انصاف پسند۔ نفس مضمون تو بالکل وہی ہے جسکو تمام مفسر مانتے چلے آئے ہیں۔ پس اگر ہم مضمون پر انصاف سے غور کریں تو اُس سُورت کی اس صورت میں اعتراض ذیل ضرور پیدا ہوتے ہیں۔

اعتراض اوّل۔ جب قرآن مجید کی خاص شان اور بڑے زور کا یہ دعواے ہے کہ اِنَّھَا تَذْکِرَۃٌ فَمَنْ شَآءَ ذَکَرَہٗ ط تو اس صورت کے پڑہنے سُننے سے کیا ہدائیت نکلی اور کیا ثواب کی اُمید ہوئی کیونکہ اوّل تو خود خدا و رسول کی تعلیم اور تہذیب گال گلوچ نکالنے کی سخت مانع ہے یہاں تک کہ گالی دینے سے مُونہہ پلید ہو جاتا ہے اور یہاں خود قرآن مجید میں گالیں[2]۔ اور پڑہنے سے مُونھ کیا بلکہ رُوح پاک ہوتی ہے۔

یاد رہے۔ کہ فقرہ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ۔ اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا کیونکہ بالتخصیص و تعیین شخصی کے ایمان و اسلام کی عام مدح اور کفر و شرک کی عام مذمت قرآن مجید کا اصلی کام ہے اور اُسکے بغیر ہدائیت دینے کو لفظ بھی نہیں رہتے۔ بالفرض اگر کوئی مہربان کسی آیت میں سے شخصی مذمت نکالکر دکھا بھی دے۔ تو وہ بھی اسی اعتراض کی تحت میں داخل ہوگا نہ کہ جواب میں

دوم اگر کوئی یہ کہے کہ بدی کا مقابلہ بدی سے کرنا عدل ہے اور جائز ہے تو پہلے اسکو یہ خیال کرلینا چاہئے

---

[1] بقول شخصے۔ زور آور کا مُکا۔ کمزور کی گالیاں۔

[2] گالیں ایسی صریح۔ کہ کوئی انکار نہیں کرسکتا فرق ہے تو کم یا زیادہ غلیظ ہونے کا

کہ یہاں مدعی کون ہے۔ کیا وُہ جو اَحْسِنْ اِلٰی مَنْ اَسَاءَ کی تعلیم فرماتا ہے اور عالی ہمتی جسکا شان ہے؟ قطع نظر اُسکے اگر بچھو کانٹوں کی ایذا کے مقابلہ میں گال گلوچ دیکر بیٹھ رہا تو کیا کیا؟ نہ عدل نہ عالی ہمتی۔

سوم۔ اگر کوئی بڑا کود پھاند کر پڑے تو یہ کہیگا کہ خدا نے کفار سے اپنی بیزاری حضرت ص کی محبت و پاسداری کی حد غائیت جتا کر مسلمانوں کو ضمناً ہدائیت کی تعلیم فرمائی۔ یہ بات تو سچ سہی۔ مگر ساتھ ہی اُسکے اوسکو یہ بھی ماننا پڑیگا۔ کہ کمزوری خفت و بے حوصلگی سے اپنا پول بھی ظاہر کر دیا اور قرآن مجید سراپا ہدائیت کو خانگی تنازع اور شخصی جھگڑے قرار دیا۔

اور اس قدر تو خود ہی سمجھ لیگا کہ اسطرح ضمناً ہدائیت سمجھ لینے کے لئے ہم کو قرآن مجید کی خاص ضرورت نہ رہی کیونکہ جب ہم دو شخصوں کو باہم لڑتے گالیاں دیتے اور ہر ایک کے حامتی دوڑتے دیکھیں یا سُنیں تو ایسی ہدائیت ان ڈائرکٹ یعنے ضمناً ہم اوس سے بھی نکال سکتے ہیں کہ بیشک دشمن مخالف و موذی سے خوب لڑنا چاہیئے اور اپنے خویشوں کو ایسے وقت میں ضرور امداد کرنا لازم ہے۔ گویا ہر ایک لڑائی بھڑائی بعینہ سورۂ لھب ہے یا سورۂ لھب کا ترجمہ۔

نہ گویند از سر بازیچہ حرفے
کزاں پندے نہ گیرند صاحب ہوش

اعتراض دوم۔ فَمَنْ شَآءَ ذَکَرَہٗ کا فقرہ بلند آواز سے پُکار رہا ہے کہ یہ ہدائیت عام ہے انسان ہونے کے بعد اور کسی خصوصیت کی ضرورت نہیں جو چاہے ہدائیت لے۔ تو اب اس[1] سورۂ میں دیکھیئے کہ اگر ابولہب مثل ابوسفیان مسلمان ہونا چاہتا تو کیونکر مسلمان ہوتا اور کیونکر اپنی اور اپنی عورت کی مذمت تلاوت۔ وعظ اور نماز میں سُنتا۔ اور پھر اُسکا کنبہ موجودہ و اولاد ما بعد اپنے دادا اور اماں کی ہجو سُننے کیلئے کیونکر مسلمان ہوتے[2]۔ کیا یہ سورت اُنکو اسلام قبول کرنے سے مانع نہ آتی؟ ضرور آتی تو گویا خود قرآن مجید کچھ لوگوں کے لئے سخت نفرت و محرومی کا باعث ہوا

یاد رھے کہ روز ازل کا فیصلہ یا خدا کا علم۔ اور قرآن مجید و رسولؐ کی ہدائیت ایک صورت پر واقعہ نہیں ہوئے[3] تاکہ یہ سمجھ لیا جائے کہ چونکہ خدا کے علم میں ابولہب اور اُسکے کنبہ و اولاد کا تا قیامت محروم

---

[1] یعنے شان نزول و تفسیر اُسکی پر جو مشہور ہے
[2] یا کہ اُنکے اسلام لانے پر اس سورت کو قرآن مجید سے نکال دیا جاتا[3] ورنہ ایک چیز ہی کافی ہوتی اور کافی بھی تھی ۱۲

الاسلام چلا جانا مقدر تھا اسلئے قرآن مجید میں قطعی دوزخی قرار دیا گیا

فائدہ - ابوجہل کا نام صریحًا قرآن مجید میں نہیں آیا اور ایات، **منسوبتہ** حکم عام وہدائیت عام کہتے جن سے ہر فرد بشر فائدہ اٹھا سکتا ہے اور عکرمہ بن ابوجہل خود قرآن پڑھتا رہا۔

اعتراض سوم جب یہ ظاہر ہے کہ ابولہب دُنیاوی جمعیت کے رو سے ایک سردار آدمی تھا تو یہ ایک واہیات حرکت کہ جسمیں نہ تو غرت ہو۔ نہ عداوت۔ پوری[2] ہو نہ عقل مانے اور نہ قرآن مجید میں اندراج کی حیثیت رکھے کیسی ہے کہ آدمی کرے نہیں ڈنگر کر سکے

اعتراض چہارم اس شان نزول وتفسیر پر ایک عام نظر ڈالنے سے جو کہیں تو بددعائیں اور کہیں گالیاں اور کہیں عورت[3] کی مذمت اور کہیں مجبور کا رستہ[4] نظر آوے تو کیا ایک پکے سے پکے مسلمان کا دل یہ نہیں کہہ اُٹھتا کہ قرآن مجید کی نفاست بلاغت ایک مانی ہوئی بات ہے یہ بلکہ نفاست اور بلاغت کا یہاں خون ہو گیا۔

اعتراض پنجم ابولہب جیسے ایک ناچیز وجود کی حقیقت کیا کہ خود خداوند اوپر خفا ہو اور وہ سرکش ہی ہے اور سرکش ہی مرے یاد رہے کہ آدم ملائکہ وشیطان کے قصہ میں طرز کلام اور ہے اگر اور نہیں تو وہ بھی ایک اعتراض ہی ہے جواب اور عام خطاب کا خاصہ پیچھے ذکر آچکا ہے۔

اعتراض ششم - اگرچہ انبیا وکفار سابقہ کے نام بغرض صراحت ذکر قرآن مجید میں آئے ہیں مگر حضرت کے کسی اصحاب[5] کی صفت یا دشمن کی ہجو نام لیکر نہیں آئی تاکہ مدح وذمت کا شخصی قصہ نہ بنجائے تو کیا عجب نہیں؟ کہ ابی لہب جیسے مردود کا ذکر تلاوت سماعت قرائت نماز میں ہر وقت آتا ہے یاد رہے کہ مدح وذمت کی ضرورت موثر ہونے تک ہے اور اُسکی تاثیر قبول کرنیوالی شے عقل وزندگی ہے - بعد میں لغو یا نصیحت سو نصیحت کا ذکر گذر چکا ہے[6]

اعتراض ہفتم - ربط آیات وسورت کے بارہ میں تو مفسرین کی اعتباری باتیں ہے الف کلام سے مقابلہ کر لیا اور لام کا صاد سے مگر منصف طبیعت کو ارتباط سور مقدم ومؤخر یہاں پر ضرور مشکل لگیگا نعوذ والصافات سے جواب دینا مشکور فرمانا ہے کسی ایک آدھ اعتراض کو توڑنا کچھ جواب نہیں دو ابتدائی اعتراضات کا جواب اسبارہ میں نہایت ضروری ہے۔ **والسلام**

---

[1] یعنے ابولہب کی عورت خود کانٹے جنگل سے چنکر لاتی اور راہ میں بچھاتی [2] کیونکہ راہیں کانٹے گرانے تو سارے شہر سے عداوت ہے نہ صرف ایکشخص سے کم از کم پاگل بھی نہ کرے [3] حصو بیا بچی کی مذمت جو جمیعت وغیرت نوحی کی مقتضی تھی [4] دوزخ کا عجیب دنیا یا بے سامان [5] لفظ اصحاب اولیا اگرچہ جمع کے ہیں مگر واحد پر بھی انکا بولنا اہل زبان کے نزدیک درست ہے جیسے ابوہریرہ حضرت کا اصحاب تھا اور نظام الدین اولیا [6] اعتراض

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمبر اول الموعظہ الحسنہ بالکتاب والسنہ تصنیف حضرت مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہی

اما بعد معترض **سورۃ تبت** پر اولاً واضح ہو کہ قرآن مجید کے وعظ و تذکیر میں انذار و تبشیر بالضرور استعمال فرمایا گیا ہے۔ اور اسلئے آنحضرت صلعم کے دو نام پاک اول ہی سے نذیر و بشیر رکھی گئے ہیں جنسے دو پیشین گوئیاں عظیم الشان ثابت ہوتی ہیں **کما سیاتی** اور انذار و تبشیر کا استعمال ایسے کارخانہ عظیم الہیہ میں کیونکر نہ ہوتا کیونکہ سلسلہ جسمانی انتظام ملک میں بھی جس قدر انتظام ملکی کی ریلوے چل رہی ہے وہ بھی اسی انجن سے جس میں یہی پانی اور آگ تبشیر و انذار کا موجود ہے پس وہ سلسلہ روحانی کارخانہ نبوت و رسالت کا جو تمام دنیا کی اصلاح دارین کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ اوس میں ان دونوں عنصروں کی کیونکر ضرورت نہوتی اور حقیقت انذار و تبشیر کی یہی ہے۔ کہ اگر کوئی دشمن سرکش اور باغی اپنی دشمنی اور سرکشی سے باز نہ آوے تو بالاخر دنیا و عقبیٰ میں ہلاک و برباد ہوا اور پکا دوست و خیر خواہ دونوں جہان میں مورد مراحم الہیہ و مہبط انعامات ابدیہ کا ہو جاوے پس قرآن مجید میں جس کی شان ہے۔ **انها تذکرۃ فمن شاء ذکرہ** یہ انذار و تبشیر عجیب طرز غریب پر اور اسلوب مرغوب سے استعمال فرمایا گیا ہے۔ کہ اگر کسی خاص دوست اور خیر خواہ کارخانہ نبوت و رسالت کے لئے ہی کوئی بشارت دی گئی ہے تو وہ بھی بصیغہ عموم اور اگر کسی بدخواہ اور دشمن دین اسلام کے لئے انذار و تخویف ہے وہ بھی عام طور پر بشرط باقی رہنے اوصاف ذمیمہ بغاوت اور سرکشی کے اور یہیں وجہ آئمہ اسلام کا یہ ایک اصول محکمہ ہے کہ **العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب** پھر جو انذار و تبشیر قرآن مجید میں یا احادیث صحیحہ میں مخبر صادق نے ارشاد فرمائی ہیں۔ جب وہ اپنے وقت میں واقع ہوتے چلے جاتے ہیں۔ تو بحیثیت وقوع پیشین گوئی کے ایک معجزہ عظیم الشان واسطے تصدیق نبوت و رسالت خاتم النبیین سید المرسلین کے اہل البصیرت کے لئے اپنے اپنے وقت میں تازہ بتازہ مشاہد ہوتا رہتا ہے اور بہ حکم چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار کے قیامت تک ہر ایک نفس بشر کے لئے اپنے اپنے مدارج کے بموجب الفاظ و تذکر بھی ہوتا رہتا ہے

اسیواسطے قرآن مجید کی صفت ہے۔ اِنّ ھوالاذکر للعلمین۔ اسجگہ پر بطور مثال کے وہ انذار و تبشیر ذکر کیا جاتا ہے۔ جو سورۃ تبت میں مذکور ہوا ہے۔ واضح ہو کہ کتب سیر معتبرہ و احادیث معتمدہ[۴] و دین اسلام کے سخت دشمن تھے۔ منجملہ اونکے ایک شخص تھا بنام عبدالعزی جو آنحضرت صلعم کا رشتہ میں چچا بھی تھا اور اپنی قوم میں سردار اور بڑا مالدار صاحب دینار و درم تھا اور ذوالجاہ والحشم صاحب اولاد و خدم بھی تھا۔ لیکن نہائیت درجہ کا غصیلا اور جوشیلا سخت اشتعال والا تیز زبان شدید العداوہ حدید اللّسان حتیٰ کہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کی تبلیغ دعوت توحید لاالہ الا اللہ پر تپھر مارنے لگا جن سے آپ کی دونوں پنڈلیاں مبارک زخمی اور خون آلودہ ہوگئیں سخت زبانی کا اسکی یہ حال تھا کہ تبالک سائر الیوم آنحضرت صلعم کی نسبت بھی اُسنے کہا اوسکے غصہ اور اشتعال کی نوبت یہان تک پہنچی تھی کہ ایک روز جو حضور علیہ السلام نے مشرکین کو دعوت توحید کی اور تبلیغ دین اسلام فرمائی اور بحکم وانذر عشیرتک الاقربین کے انذار بھی فرمایا تو یہ شخص بڑے اشتعال سے بکنے لگا کہ محمد صلعم نے میرے دونوں ہاتھوں میں کیا رکھ دیا اور کہا کہ محمد صلعم کے وعدے و وعیدیں سے اپنے ان دونوں ہاتھوں میں کچھ بھی تو نہیں دیکھتا ہوں دیکھو بالکل خالی ہیں اور پھر اپنے دونوں ہاتھوں میں بڑی زور سے پھونک ماری اور کہا کہ محمد صلعم کے وعدے و وعید اس پھونک سے سب اوڑ گئے ہیں تو اپنے دونوں ہاتھوں میں اوس میں سے کچھ بھی نہیں دیکھتا اور اسی اشتعال میں اپنے دونوں ہاتھونکو بھی بددعا دینے لگا کہ تبا لکما ما اری فیکما شیئا مما یقول محمد صلعم۔ یہ حال تھا اوسکے اشتعال کا۔ اور اُسکی زوجہ مسماۃ ام جمیل قریش کی خواتین بیت عزت و شرف سے تھی علاوہ تونگری شوہر کے اپنی ذات سے مالدار تھی زیورات مثل ہار وغیرہ سے آراستہ و پیراستہ رہتی تھی معہذا اسقدر بخیل بھی تھی کہ لکڑیوںکا بوجھ جلانیکے لئے آپ خود لایا کرتی تھی اور اس بکے کانٹے رہگذر رسالت مآب میں رات کو ڈال جایا کرتی تھی سخن چینی اور چغلی کی عادت کے ساتھ عادی اور معتاد تھی کارخانہ رسالت توحید اور دین اسلام کی مثل اپنے شوہر کے وہ بھی سخت دشمن تھی۔ جیسا کہ تفاسیر میں لکھا ہے اور ہمکو اس سے بھی کوئی بحث نہیں کہ یہ عورت کوئی اور بطور خدمت گار دنکی اوسکے یہاں ہو جو ہیزم کشی کیلئے مقرر ہوئی ہو اور اُسکے حکم سے خار و خسک راہگذر رسول مقبول صلعم میں ڈالا کرتی ہو اور جنگل سے لکڑیاں لایا کرتی ہو۔ جس کی وجہ سے حمالۃ الحطب اُسکی خاص صفت کی گئی ہے۔ غرضکہ کسے باشد کوئی عورت اوسکے یہاں

[۴] یعنی ابتداء سے کہ آنحضرت صلعم کے کارخانہ رسالت کے بڑے [illegible] جو توحید کے

حمالۃ الحطب ضرور تھی۔ خواہ زوجہ ہو خواہ خادمہ۔ معہ ہذا السُّوا قعات اوس رحمۃ للعالمین نے نہ اوس معاند سے جسنے پتھر مار کر ساقین مبارک کو زخمی و خون آلود کیا ۔ کوئی بدلہ لیا اور نہ اوس عورت حمالۃ الحطب سے جو انواع انواع کے حسد کی آگ بھڑکایا کرتی تھی کسیطرح کا انتقام لیا گالی گلوج اور سب و شتم کا تو ذکر ہی کیا ہے ۔ بلکہ انکے دونوں معاندونکے وُہی اوصاف ذمیمہ جنکا وے ارتکاب کرتے تھے اور جو بالآخر بصورت ایک عذاب الہی کے متمثل ہونے والے تھے اوس عذاب تمثلی کی صورت میں پیشین گوئی کے بیان فرمادی اور وُہ بھی اس طرز عجیب و غریب کے ساتھ کہ ہر ایک شخص نصیحت پکڑنیوالا قیامت تک اوس سے نصیحت پکڑتا رہے فمن شاء ذکرہ ولنعم ما قیل ؎

این جہاں کوہست و فعل ماندا بازمے آید ندا ہا را صدا

ناظرین اس معاند کے ظلم پر نظر کرین اور پھر آنحضرت صلعم کے صبر و تحمل کا ملاحظہ فرماویں لیکن وُہ ذات پاک منتقم حقیقی جس کی صفت بیدہٖ ملکوت السموات والارض ہے اُوسکی صفت انتقام نے تقاضا کیا کہ ایسے بے باک کی نسبت وہ پیشین گوئی قرآن مجید میں بھی درج ہو تاکہ مجالس وعظ و تراجم قرآن میں واسطے عبرت پکڑنیکے ہر جگہ پر مذکور ہوتی رہی اور نمازوں میں بھی پڑہی جاوے تاکہ اُنکی ہدایت پانے والا ہمیشہ اوس سے ہدایت پاتا ہے ۔

حلم حق گرچہ مواسا ہا کند چونکہ از حد بگذرد رسوا کند

بیان اوسکا مختصر یہ ہے کہ اوّل تو اس سورت کا نام سورۃ تبت رکھا گیا تاکہ اول ہی سے دلالت کرے اس بات پر کہ گو کیسا ہی کوئی شخص بڑا شریف مالدار صاحب اولاد ہو۔ اگر دین اسلام کے ساتھ عناد اور اپنے اشتعال کے ساتھ پیش آوے گا تو وُہ بالضرور ہلاک ہوگا اور بجز خیبۃ و خسران دُنیوی و اُخروی کے اُسکو اپنے ایسے عناد اور اشتعال سے کچھ حاصل نہ ہوگا کیونکہ لفظ تباب۔ خسران۔ خیبۃ وغیرھا الفاظ مترادفہ سے ہیں جو بمعنے ہلاک و تباہ و نامراد ہو جانے کے آتے ہیں۔

کسی شاعر نے کیا اچھا کہا ہے ؎

عَلٰی نَفْسِہٖ فَلْیَبْکِ مَنْ ضَاعَ عُمْرُہٗ وَلَیْسَ لَہٗ مِنْہَا نَصِیْبٌ وَلَا سَھْمٌ

اگر کسیکو اس تباب و ہلاک و خسران کا تازہ نمونہ دیکھنا منظور ہو تو وُہ دیکھے اُن پیشین گوئیوں امام مہدی علیہ السلام کو جو در بارہ ہلاک و خسران لیکھرام معاند اسلام کے بذریعہ ہزاروں اشتہار دینکے قبل سے شایع کی گئیں تہیں اور پھر وہ معاند رسول مقبول صلعم کا بوجہ باز نہ آنیکے اپنی عناد و اشتعال سے

اوس سیطر جبر بعذاب الٰہی ہلاک ہوا جیساکہ پیشیں گوئیوں نیں شائع ہوا تھا والحمد للہ علی تجدید
ھذہ المعجزۃ العظیمۃ مرۃ اُخریٰ - اور یہی معنے ہیں تجدید دین اسلام کے جو اس
مسیحائی زمن سے ہو رہی ہے فدا بابی و امی - دوسرا نام اس سورت کا سورۃ مسد
بھی ہے جس کے معنے مضبوط بٹی ہوئی رسی کے ہیں اور یہاں پر مراد اُس سے زنجیر آہنی ہے - کیونکہ
لفظ مسد کا از روے تحقیق کے عام ہے خواہ مفتول الحدید ہو یا غیر اور یہ نام اس سورۃ کا اسواسطے
رکھا گیا ہے تا کہ دلالت کرے اس امر پر کہ گو کوئی عورت کیسی ہے حسب و نسب میں شریف ہو اور
ظاہری لباس و زیورات مثل چندن ہار و کنٹھ مالا وغیرہ سے مزین رہتی ہو - مع ہذا اگر بانی اسلام اور اُسکے
خلفاء و جانشینوں کے ساتھ بوجہ دین اسلام کے سخت عداوت رکھتی ہو اور افعال ذمیمہ سخن چینی صفت بخل
و دیگر معاصی کے ارتکاب سے باز نہ آوے تو یہہ افعال قبیحہ اور اعمال ذمیمہ اُسکے گلے کا ہار ہو کر بجز آگ
دوزخ میں جلنے کے اور کوئی نتیجہ اوسکو نہ دیوینگی بلکہ وُہ زیور عزیز اُوسکا جو جواہر نفیسہ سے مرصع تھا اور
جسکو وُہ عداوت رسول مقبول صلعم میں صرف کرنا بھی چاہتی تھی بہ شکل پھانسی کے متمثل ہو کر حَبۡلٌ
مِنۡ مَسَدٍ ہو جاوے گا کیونکہ حکیم مطلق کی حکمت یہی تقاضا کرتی ہے کہ اعمال اور جزائیں مماثل
ضرور ہونا چاہئے شارع حکیم علیہ السلام نے جرائم کی جو حدود دُنیوی بھی مقرر فرمائی ہیں اونمیں بھی یہ
تماثل اور تشابہ پایا جاتا ہے پس آخروی عذاب اور سزاؤں میں یہ تماثل اور تشابہ کیونکر نہووے اب
آگے اِس سورت کو بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ شروع کیا گیا ہے چونکہ ہر ایک سورت اس آیت بسم اللہ
کے ساتھ شروع کی گئی ہے لہٰذا اُوسکے معانی و تفاسیر ہر سورۃ کے مقاصد کے ساتھ دور کرتے
رہتے ہیں - یہ ایک عجیب و غریب آیت ہے کہ ہر جگہ پر الفاظ تو وُہی ہیں مگر معانی ہر جگہ پر جدید اور نئے
ہو جاتے ہیں ؎

بہار عالم حُسنش دل و جاں تازہ مے دارد برنگ اصحاب صورت را ببو ارباب معنی را

یہاں پر یہ آیت بسم اللہ ایک پیشیں گوئی پر اشارۃً مشتمل ہے والعاقل تکفیہ الاشارۃ مگر
؎ نادان کو کافی نہیں دفتر نہ رسالہ - جس کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظ اللہ اوس ذات پاک کا علم ہے جو
مستجمع ہے جمیع صفات کمال کا اور مبرا ہے تمام سمات نقصان سے اپنے اولیا کے ساتھ یہ تجلیات
جمالیہ پیش آتا ہے - اور اعدا کے لئے یہ تجلیات جلالی متجلی ہوتا ہے - اوس کے صفات و
اسمار حسنیٰ میں سے ایک صفت رحمٰن ہے دوسری صفت رحیم یہ ہر دو صفت اس آیت

میں اختیار کی گئیں ہیں یہاں پر صفت رحمانیہ سے مطلب یہ ہے کہ اوس ذات پاک نے جو تمام صفات حمیدہ کے ساتھ متصف ہے بغیر کسی کی ریاضت و سوال کے ایک اپنا رسول رحمۃ للعلمین مبعوث فرمایا اور تمام دنیا کی اصلاح کے لئے قرآن مجید اوسپر نازل کیا جسکی صفت ہے انھا تذکرۃ فمن شاء ذکرہ پس جو شخص کو تباب خسران او حیبتہ دنیوی اور اخروی سے نجات منظور ہو وہ اوس کی اصلاح اور ارشاد و نکو مضبوط پکڑ کر اور انکو دین اور دنیا میں اپنا دستور العمل بنا کر اپنے تئیں ناجی بنا دے اور یہ فعل اوس رحمٰن و رحیم کا مقتضائے صفت رحمانیت کا ہے جو سب کے لئے عام ہے۔ پس جو لوگ اوس رسول مقبول صلعم کا اتباع کر کر اور قرآن مجید کی ہدائتوں کو اپنا دستور العمل بنا کر ادخلوا فی السلم کافۃ کے مصداق ہونگے اللہ تعالے اون کے ساتھ بہ تقاضائے صفت رحیمیت دنیا و اخری میں نصرت اور فتح کے ساتھ پیش آویگا جس کا سورہ نصر میں مذکور ہے اور نصر بھی وہ مضاف طرف اللہ تعالے کے ہے جس میں تمام فتوحات ظاہری اور باطنی یعنے اقامت حجج اور رفع شبہات شیاطین الانس والجن اور فتح علوم ظاہری اور باطنی سب داخل ہیں کیونکہ نصر اللہ سے بڑھکر اور کسیکی نصر نہیں ہوسکتی اور یہی وجہ ربط سورۃ تبت کی ہے سورۃ النصر کے ساتھ پس یہ امر تقاضا اوسکی صفت رحیمیت کا ہے۔ چنانچہ یہ پیشین گوئی مندرجہ سورۃ نصر آنحضرت صلعم کے لئے اور آپکی خلفاء اور جانشینونکو بالکمل وجہ حاصل ہوئی تمام مورخین مخالفین عیسائی وغیرہ بھی اسکے مقر ہیں کہ وہ فتوحات ظاہری اور باطنی جو انکو حاصل ہوئیں ہیں وہ ایک خارق عادت کے طرز پر تھیں اب جسکو اس نصر اللہ کا تازہ نمونہ دیکھنا ہو اوسکو چاہیئے کہ مطالعہ کرے اون الہامات کو جو آج سے سولہ سترہ برس پیشتر براہین وغیرہ میں درج ہو چکے ہیں اور پھر نظر ثانی کرے اون فتوحات کو جو اس مجدد الوقت مہدی علیہ السلام کو آج کل حاصل ہو رہی ہیں ہر جمعہ میں صدہا آدمی بیعت ہوتے چلے جاتے ہیں اور وہ اسلامی رنگ میں آتا جاتا ہے۔ جو آنحضرت صلعم کیوقت میں لوگونکو حاصل ہوتا تھا اور یدخلون فی دین اللہ افواجاً کا مصداق بحجت و براہین قاطع شروع ہو رہا ہے جو مدت سے الہام ہو چکا تھا۔ یہ ہے کام اوس مسیح موعود مہدی معہود کا جس سے تجدید دین اسلام کی وقتاً فوقتاً ہوتی چلی جاتی ہے۔ اب آگے بسم اللہ کے ارشاد ہوتا ہے کہ تبت یدا ابی لھب وتب ما اغنی عنہ مالہ وما کسب۔ سبحان اللہ کس تہذیب کے ساتھ اس کافر ذہنی کے لئے وعید فرمایا گیا ہے۔ نام تک اوس کا نہیں لیا گیا۔ بلکہ ایک ایسی کنیت وصفی کے ساتھ مذکور فرمایا گیا جس میں بظاہر کسیقدر ایہام تعظیم کا بھی پایا جاتا ہے

کو تھکما ہی ہو۔ کیونکہ عرب میں ابولہب ایسے شخص کو بھی کہہ سکتے ہیں جسکے چہرہ میں بڑی چمک، دمک ہو
لیکن سمجھنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ یہ شخص کوئی بڑا غصیارہ اور اشتعال والا ہے جسکو اشتعال لازم ہے
اوس سے منفک نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ کنیت ایسی ہے جیسا کہ ابوالخیر۔ ابوالشر۔ ابوالحرب۔ ابوالفضل۔
ابوتراب وغیرہ چنانچہ اس لزوم کو کسی شاعر نے نسلا بعد نسل بطور مضمون شاعری کے بھی بیان کیا ہے۔

زیباست خوئے آتش اولاد بولہب را　　　　تو ابن بوترابی باید کہ خاک باشی

اور قانون قدرت بھی یہی کہہ رہا ہے۔ کہ جو شخص ایسا اشتعال والا ہو وہ کسی دینی اور دنیوی کام
میں بامراد و کامیاب نہیں ہوسکتا۔ خصوصاً وہ شخص جو اللہ تعالے کے مرسل کے ساتھ وہ عناد و عداوت
برتے جو عبدالعزای چچا آنحضرت صلعم کا آنحضرت کیساتھ برتا تھا پھر وہ کیونکر کامیاب ہوسکتا۔ لہذا فرمایا
کہ ایسے شخص ابولہب کے دونوں ہاتھ کٹ جاوینگے اور وہ خود بھی تباہ و ہلاک ہوجاویگا اور اس کا مال
و اولاد اور جو اتباع خدم ہیں اوسکے کچھ کام نہ آوینگی۔ اس لفظ تباہ کی اصل عربی لفظ تباب ہی ہے
یہ لفظ نہ ہمارے محاورہ میں از قسم گالی گلوج کے ہے اور نہ عربی میں اصل لفظ تباب گالی گلوج میں مستعمل ہے۔
پس معترض کا اعتراض کسی طرح بھی وارد نہیں ہوسکتا اور چونکہ انسان اکثر اعمال اپنے دونوں ہاتھوں سے
ہی کیا کرتا ہے۔ لہذا عرب میں کسیکی دونوں ہاتھوں سے مراد اوس شخص کی ذات بھی ہوا کرتی ہے۔
اس صورت میں ابولہب کے تباہی کیلئے جو دو جملہ ارشاد ہوئے وہ اُس کی تباہی کی تاکید کیلئے ہیں
اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مراد وہ تمام اعمال و افعال ہوں۔ جسکو وہ رسول مقبول صلعم
کی عداوت میں استعمال کرتا تھا اس صورت میں دو پیشین گوئیاں ہوئیں۔ اول یہ کہ سب کام اُسکے
ضائع اور اکارت رہیں گے اور رسول مقبول صلعم کو کوئی ضرر نہ پہونچا سکیں گے۔ کیونکہ اُن کے شامل حال
نصرت و فتح الہی ہے۔ جو سورۃ نصر میں مذکور ہوچکی ہے۔ دوسری پیشین گوئی یہ کہ وہ خود بھی ہلاک ہوجاویگا
چنانچہ جسطرح یہ پیشین گوئی فرمائی گئی ہے۔ اوسیطرح وقوع ہوئی کما صیاتی اور اگر ان دونوں
جملونکو بددعا قرار دیا جاوے تو بھی معجزہ ہی ہے جس سے تصدیق نبوت آنحضرت کی ہوتی ہے۔ کیونکہ جو تحدی
استجابت دعا کے ساتھ کوئی مامور من اللہ کرتا ہے اور وہ دعا اسکی بعینہ درگاہ الہی میں
قبول فرمائی جاتی ہے۔ تو ایسی استجابت دعا سے مامور من اللہ ہونا اوس کا ثابت ہوجاتا ہے
اگر اوس کا تازہ نمونہ کسیکو دیکھنا منظور ہو تو وہ دیکھے امام ہمام مہدی علیہ السلام کے نمونجات
دعا ہائے مستجاب کو جو بذریعہ اشتہاروں اور رسالوں کے قبل ظہور استجابت شائع ہوچکے

ہیں مانحن فیہِ میں۔ لطف پر لطف یہ ہے کہ جملہ تبت یدا ابی لھب خود عبدالعزے کی زبان کا نکلا ہوا ہے۔ جو آنحضرت صلعم کی نسبت گستاخانہ اوسنے کہا تھا اور حالت اشتعال میں خود اپنے واسطے بھی کہہ بیٹھا تھا اوسی جملہ کو اللہ تعالےٰ نے اوسپر واپس فرمایا ولنعم ما قیل۔

این جہان کوہست فعل ما ندا ہو   باز مے آید ندا ہا را صدا

یہ ہر دو جملے خواہ پیشین گوئی ہوں ویا بددعا ہوں بصیغہ استقبال تعبیر ہونی چاہئے تھی یہاں پر بصیغہ ماضی جو تعبیر کی گئی اوسکا سبب یہ ہے۔ کہ عرب میں صیغہ ماضی کا بجائے صیغہ استقبال کے جو اطلاق کیا جاتا ہے وہ اسلئے کہ متکلم کے نزدیک امر آئندہ واقع ہونیوالا ایسا متحقق الوقوع ہوتا ہے۔ کہ گویا واقع ہو چکا پس ایسے امر متیقن الوقوع کو متکلم بصیغہ ماضی بولتا ہے۔ تاکہ سامع کو اوسکے وقوع میں کسیطرحکا شک وشبہہ باقی نہ رہے۔ عبدالعزیٰ کو جو بسبب بولہبیت کے عذاب تباہی آگے آنیوالا تھا چونکہ متیقن الوقوع تھا لہذا اسکو بصیغہ ماضی بیان کیا گیا تاکہ اوسکی تحقق یقینی پر دلالت کرے مختصر سانحہ اوسکی تباہی اور ہلاکت۔ اور موت کا یہ ہے کہ اوسکو ایک بیماری جس کا نام عدسہ ہے لاحق ہوئی جو ایک قسم کے دانے زہریلے آتشی اور طاعونی ہوتے ہیں اور از قسم بیماری وبائی کے شمار کیئے جاتے ہیں اسی بیماری نے ایام جنگ بدر میں اوسپر تطول کیا اور بعد سات روز کے جنگ بدر سے موت نے اوسکو آپکڑا اور اسی وجہ سے جنگ بدر میں بھی وہ نہیں آسکا تھا چونکہ مشرکین عرب اس قسم کی بیماری وبائیہ سے نہایت درجہ کا پرہیز کرتے تھے خود اوسکے گھر کے لوگ حالت بیماری ہی میں اوس سے اجتناب وپرہیز کرنے لگے۔ اور بعد موت کے بسبب خوف لگجانے وبا اور طاعون کے کوئی شخص اوسکے پاس نہ آسکا۔ تین روز تک لاشہ اوسکا یوں ہی پڑا رہا پھر بسبب لاحق ہونے ننگ وعار کے خاندان شریف کو اوسکے گھر کے لوگوں نے چند حبشیوں کو اجیر کر کے ایک گڑھا کھدوایا اور اُن حبشیوں نے ایک لکڑ لیسے اوسکے لاشہ کو دھکیل دھکیل کر اوس گڑھے میں ڈالا اور پتھر ونسے اوس گڑھے کو پُر کیا فکان الامر کما اخبر بہ القرآن۔ اعنی تبت یدا ابی لھب وتب ما اغنے عنہ مالہ وما کسب چونکہ انذار وتبشیر مخبر صادق کے دو جز ہوا کرتے ہیں کچھ حصہ تو اسی دنیا میں واقع ہوجاتا ہے۔ تاکہ لوگونکے لئے حصہ اُخروی کے ثبوت کا پتہ لگ جائے۔ پس جبکہ اُن جاہ ومال واولاد وخدم وحشم میں سے کوئی شے دنیا میں اوسکے کام نہ آئی اور یہ جز پیشین گوئی کا کامل طور پر صادق آگیا اور نیز اس آتشی طاعونی بیماری سے جو ایک جز و یہ بھی پیشین گوئی کا ہے اوس کا داخل ہونا نار ذات لہب میں ثابت ہوگیا

تو بعد ثبوت اس مشاہدہ حسی کے ارشاد ہوتا ہے کہ سَیَصۡلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۔ یعنے آخرت میں
جو تمہاری نظروں سے مخفی ہے ایسا شخص بولہب آگ مشتعل اور شعلے والی میں داخل ہوگا۔ اسی واسطے
لفظ سین کا یہاں پر واسطے تاکید وعید کے لایا گیا ہے۔ یعنے جب کہ تم اسکا ذات لہب ہونا اسی دُنیا
میں مشاہدہ کر چکے تو اب اُسکے دخول نار ذات لہب میں کیوں استبعاد ہے۔ بلکہ یہ تو بہت قریب ہے
کیونکہ ایک حصہ اوسی پیشین گوئی کو تم دیکھ چکے ہو اور چونکہ لفظ ابولہب اور ذات لہب مترادف المعنے
ہیں اور ایک عجیب قسم کی تجنیس معنوی اوسمیں پائی جاتی ہے۔ لہذا یہ اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے
کہ ابولہب کا ذات لہب ہونا ایک امر لازمی ہے۔ جو اوس سے منفک نہیں ہوسکتا۔ اور اُس کا بیٹا۔
عتیبہ بھی بعینہ بصغیر بڑا گستاخ تھا۔ عناد و تکذیب قرآن مجید اور دین اسلام کے آنحضرت صلعم کی دختر نیک
اختر حضرت ام کلثوم کو جو اوسکے نکاح میں آچکی تھیں اپنے باپ کے کہنے سے اوسنے طلاق دیدی تھی
اور آنحضرت صلعم کی طرف نعوذ باللہ تھوکا بھی تھا۔ بدیں وجہ آنحضرت صلعم نے یہ دُعا فرمائی تھی کہ
اَللّٰھُمَّ سَلِّطْ عَلَیْہِ کَلْبًا مِّنْ کِلَابِکَ ۔ یعنے یا اللہ تو مسلط کردے اوس پر ایک کُتّہ
اپنے کتوں میں سے۔ اتفاقاً ایک مرتبہ اپنے باپ کے ساتھ شام کے سفر میں گیا تھا۔ باوجودے کہ اوسکا
باپ بہ سبب خوف لگجانے بددُعا آنحضرت صلعم کے نہایت درجہ کی اوسکی احتیاط اور حفاظت رکھتا
تھا۔ لیکن مستجاب الدعوات کی بددُعا کیونکر ضائع جاسکتی ہے۔ ہرگاہ کہ ایک منزل میں منازل شام
سے اوسکا قافلہ جاکر ٹھہرا اتفاقاً اوس زمین میں شیر لگتا تھا۔ عبد العزے نے اونٹوں وغیرہ سے
بڑی احتیاط کے ساتھ مورچہ بندی کی مگر تقدیر الٰہی کو کون ٹال سکتا ہے۔ رات کو ایک شیر آیا اور سب
قافلہ کے لوگوں کو اوسنے سونگھا جب عتبہ کے پاس آکر اوسنے سونگھا تو فوراً اُسکو پھاڑ ڈالا حضرت حسان
اسی بارہ میں فرماتے ہیں ؎

من یرجع العام الی اھلہ　　　فما اکیل السبع بالراجع

یعنے جو شخص کہ اپنی اہل کیطرف اسکے برس لوٹ کر آوے گا تو لوٹ آنیوالے پر درندہ یعنے شیر نہیں
مقرر کیا گیا۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ اس خلف ناخلف کے مرجانے سے جو آنحضرت صلعم کے بددعا سے
اوسیطرح پر واصل جہنم ہوا جیسا کہ مضمون بددُعا کا تھا کیسی تباہی عبد العزے کو ہوئی ہوگی۔
اب اوس عورت کے بارہ میں بطور پیشین گوئی کے ارشاد ہوتا ہے۔ وَامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ
فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۔ واضح ہو کہ لفظ امراتہ کا مادہ مروت سے ماخوذ ہے جو بمعنے

انسانیت کے ہے۔ اسجگہ پر جو یہ لفظ امراۃ زوجۃ خادمۃ وغیرہ الفاظ پر اختیار کیا گیا ہے
وہ اسواسطے کہ مادہ انسانیت کا تو اوسمیں موجود تھا مگر اوسنے باوجود انسان ہونے کے اپنے مادہ
انسانیت کو ترک کر کر حماریت اور بہیمیت کو اختیار کیا تھا کیونکہ باربرداری حطب وغیرہ کی انسان
کا کام نہیں ہے بلکہ ایسے کاموں کے لئے اللہ تعالےٰ نے گدہوں گھوڑوں وغیرہ کو پیدا کیا ہے کما
قال تعالیٰ والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینۃ ویخلق مالا تعلمون
اس آیت کے اوپر فرمایا گیا ہے۔ وتحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بالغیہ الا بشق
الانفس ان ربکم لرؤف الرحیم۔ آیت بالامیں ما لا تعلمون سے مراد ریل گاڑی
ہے جس کا علم اوسوقت میں کسیکو حاصل نہ تھا اور نزول آیت سے تخمیناً ساڑھے بارہ سو برس کے
بعد پیدا ہوئی ہے۔ مع ہذا اوس نے اس باربرداری اور ہیزم کشی کو اپنے واسطے بطور پیشہ کے اختیار
کیا تھا جس کو بصیغہ مبالغہ حمالۃ الحطب کہنے کی ضرورت پڑی اور پھر بہ نظر ثانی اوس ہیزم کشی کو دیکھنا
چاہئیے جو اوس رسول مقبول رؤف ورحیم کی ایذا ہی کے واسطے ہو جسکی شان رحمۃ للعلمین
ہے۔ تو پھر کسطرح پر ایسی عورت اللہ تعالےٰ کی رحمت سے دور ہو کر اوس زحمت میں جسکا نام نار
ذات لہب ہے داخل نہ ہوتی۔ اپنے آقا کے ساتھ کیونکر شامل نہ ہوتی اسواسطے لفظ امراۃ کا ضمیر
مستتر سیصلی پر معطوف مانا گیا ہے۔ اور دوسری وجہ وجوہ آیت سے یہ بھی ہے کہ اوس عورت
کی جبلت میں نمامی اور سخن چینی کی سخت عادت تھی جسکی وجہ سے فیمابین آگ حسد اور عداوت کی
بھڑکایا کرتی تھی عرب میں ایسے شخص نمام کو بطور استعارہ کے کہتے ہیں۔ ھو یحمل الحطب
بینھم ای یوقد بینھم نائرۃ الشر والفساد پس اسجگہہ پر بطور استعارہ کے اوس عورت
کو حمالۃ الحطب کہا گیا۔ لہذا بحکم تحشرون کما تموتون کے اوس کا حشر بعد الموت بھی اسی
صورت سے ہونا مناسب تھا اور بحکم انما ھی اعمالکم ترد الیکم کے یہ تمام اعمال قبیحہ اور افعال
ذمیمہ اوس کے بہ شکل پھانسی کے متمثل ہو کر اوسکے اوس گلے کا ہار ہونا چاہئیں جو محل قلادہ مرصع
اور جواہر نفیسہ کا تھا یہانپر لفظ جید کا بجائے لفظ عنق کے جو اختیار کیا گیا اوسکی یہ وجہ ہے کہ
جید تو اکثر اوس گردن کو کہتے ہیں جو زیورات کنٹھ مالا اور کنٹھہ وغیرہ سے مزین ہو کیونکہ اصل مادہ
اوسکا جودت یا جید بمعنے عمدہ کے ہی اور لفظ عنق کا استعمال اکثر طوق اور اغلال کے ساتھ آتا
ہے۔ کما قال تعالیٰ فی اعناقہم اغلالا۔ کیونکہ اصل مادہ لفظ عنق کا عنوق سے ہے جو

جیسے مصیبت اور داہیہ کے آتا ہے اس سورت میں عجائب و غرائب الفاظ ثمانیہ تناسب لائے
گئے ہیں لفظ ابُولہب۔ نار۔ ذات لہب جو قریب المعنے ہیں حمالۃ حطب جو آگ
کے واسطے مناسب ہیں جید اور حبل و مسد جو حمالۃ الحطب کے لئے مُناسب
ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ گردن اوس عورت کی زیورات ہار وغیرہ سے مزین رہتی تھی جسکے وجہ
سے اوسکو جید کہا گیا اور عنق نہ کہا گیا۔ لیکن چونکہ اوسکے اعمال نہائیت درجہ پر قبیح اور ذمیم تھے
لہذا بالآخر وہ گردن اوسکی سزاوار ایسی پھانسی کی ہوگئی جو کہ رسّی مضبوط بٹی ہوئی سے بنائی جاوے
سبب اوسکا کیا وُہی تکذیب فرستادہ الٰہی کی جسکی شان رحمتہ العلمین ہے اور وُہی ایذادہی
اوس رسول مقبول کی جو رؤف ورحیم ہے۔ یہ حال تو اوسکا آخرت میں ہوگا۔ جو ظاہر بینوں کی نظروں سے
مخفی ہے اوسکے ثبوت کے لئے کچھ نظارہ اوسکا دنیا میں ہونا بھی ضروری تھا لہذا بلحاظ واقعات
کے یہ ایک پیشین گوئی متعلق دنیا سے بھی ہے جو اپنے وقت میں اسی دنیا میں واقع ہوئی ناظرین
کتب سیر واحادیث پر واضح ہے کہ موت اس عورت کی اسی صورت پر واقع ہوئی ہے۔
چنانچہ تفسیر علامہ ابوالسعود وغیرہ میں بھی لکھا ہے۔ فبینا ھی ذات لیلۃ حاملۃ حزمۃ
اعیت فقعدت علی حجر لتستریح فجذبھا الملک من خلفھا فاخنقت بحبلھا
حاصل ترجمہ یہ ہے کہ ایک وقت کا ذکر ہے کہ یہ عورت ایک رات گٹھہ لکڑیوں کا مثل حطابات کے اپنے
گلے میں ڈالے ہوئے لارہی تھی۔ جب وہ تھک گئی تو وُہ ایک پتھر کے ٹیلے پر آرام کرنے کو بیٹھ گئی
ناگہاں غیب سے ایک ایسی کشش ٹیلے کے نیچے کیطرف سے ہوئی کہ پیچھے کو گر پڑی اور وہ رسی جس سے
لکڑیوں کا گٹھہ بندھا ہوا تھا۔ اور اوسکے گلے میں پڑی ہوئی تھی اوسکے گلے میں پھنس گئی اور ایسی پھانسی
سے اوسکی موت آئی۔ پس یہ واقعہ جو ایک حصہ پیشین گوئی کا تھا اوسکو اسلئے پیش آیا تاکہ ظاہر بینوں کو اوس
عذاب آخروی کے ثبوت کا بھی پتا لگ جاوے۔ جو اوسکو بالضرور پیش آنے والا تھا۔ لہذا ارشاد ہے
کہ عورت عبدالعزیٰ کی جو عداوت اور ایذادہی رسول مقبول صلعم میں اوسکی معاون اور شریک حال
تھی آخرت میں بھی اُسکے ساتھ نار ذات لہب میں قریب تر بیٹھے گی درانحالیکہ وہ گٹھہ لکڑیوں کا بھی اوٹھائے
ہوگی۔ اور رسی مضبوط بٹی ہوئی جس سے مراد زنجیر آہنی ہے۔ اوسکے گلے میں پڑی ہوگی ؎

این جہاں کوہست فعل ما ندا   باز مے آید ندا ہا را صدا

اس تفسیر سے منصف مزاج پر واضح ہوا ہوگا۔ کہ کوئی اعتراض معترض کا سورۃ تبت پر وارد ہوہی

نہیں سکتا جس کا جواب دیا جاوے مگر بطور تنبیہ کے بعض اعتراضوں کے جواب کیطرف اشارہ کیا جاتا ہے
اعتراض نمبر اوّل تو کسی طرح پر وارد ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ کوئی لفظ گالی گلوچ کا سورۃ تبت
میں موجود ہی نہیں۔ کسی انسان موذی کیلئے اوسکے اعمال موذیہ کے انجام سے خبردار کرنا جو تباب
اور دخول نار ہے کسیکے نزدیک گالی گلوچ نہیں ہو سکتا ہے اور اعتراض نمبر دوم کا
مضمون یہانپر کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ کیونکہ تباب اور دخول نار کو یہانپر معلق کیا گیا ہے اوپر
اخلاق ذمیمہ اور اعمال قبیحہ کے جو اسجگہ پر بولھبیت اور حمالیت حطب ہے۔ کیونکہ
علم ادب کا قاعدہ ہے۔ کہ مشتق یا کسی ذات متصف بالا وصاف پر جو حکم کیا جاتا ہے وہ حکم مشروط
اونہیں اوصاف کیساتھ ہوا کرتا ہے۔ اِنّ خیرًا فخیرٌ و اِنّ شرًّا فشرٌّ پس اگر کوئی شخص متصف
با بولھبیت اور کوئی عورت متصف بحمالیت حطب مندرجہ سورۃ اپنے افعال ذمیمہ سے
توبہ کرلیوے تو پھر اوسپر حکم تباب اور دخول نار کا بھی نہیں کیا جا سکتا اذا فات الشرط
فات المشروط قضیہ مسلم ہے۔ بلکہ اگر کسی خاص شخص کے لئے بھی جو پیشین گوئی انذار کی کسی
مامور من اللہ کیطرف سے مطلقًا کیجاوے تو وہ بھی مشروط بشرط عدم رجوع اور عدم توبہ
کے ہوتی ہے۔ دیکھو قصہ عذاب قوم حضرت یونسؑ کو اور اگر اوسکا تازہ نمونہ کسیکو دیکھنا منظور ہو
تو وہ دیکھے امام ہمام مہدی علیہ السلام کی پیشین گوئی نسبت آتھم کے اور جو اوسنے اپنے رجوع سے
فائدہ اُٹھالیا۔ اور پھر بموجب الہام کے قریب تر فوت ہوا کیونکہ اوسنے اظہار حق نہ کیا جو اس سے
طلب کیا گیا تھا۔ دیکھو رسالہ انجام آتھم وغیرہ کو۔ اعتراض سوم بہ سبب ناواقفی عادات
عرب اوّل کے ناشی ہوا ہے۔ کیونکہ معترض نے عرب اول کی عادات کو اسوقت کی تہذیب حاضر
پر قیاس کیا ہے۔ وھو قیاس الشاھد علی الغائب فظہر انہ قیاس مع الفارق
کیونکہ اسوقت کے بڑے آدمی وہ کام کر لیا کرتے تھے۔ جو اِس وقت میں نہایت خسیس شمار کئے
جاتے ہیں۔ جلانے کے۔۔۔۔۔ لکڑیوں کا فراہم کرنا اوسوقت میں کوئی خسیس کام شمار نہ ہوتا تھا اور کسی
دشمن کے راستہ میں بہ سبب عداوت اور دشمنی کے مخفی طور پر کانٹوں کا ڈالدینا کیا بعید ہے دشمنی
اور عداوت سب کچھ کرا لیتی ہے۔ جیسا کہ محبت خصوصًا جبکہ کسی مدعی رسالت و نبوت کے
ساتھ ایسے کید کیساتھ ایذا دہی کیجاوے جیسا کہ یہاں پر کی گئی اور یہ غرض ہو کہ اگر اللہ تعالے
اس شخص کے ساتھ ہے جیسا کہ اوسکا دعواے ہے تو ایسے مخفی کید سے محفوظ رہیگا۔ وان لا

فَلَا فَالْاِعْتَرَاضُ سَاقِطٌ مِنْ اَصْلِہٖ - اعتراض نمبر ۴ چہارم میں جو کچھ نسبت فصاحت و بلاغت قرآنی کے نکتہ چینی کی ہے اوسکا حال بھی کسیقدر تفسیر ہذا سے بخوبی معلوم ہو چکا کہ فصاحت اور بلاغت کو تو اس سورت میں ایسا کوٹ کوٹ کر بھرا ہے کہ ایک ایک جملہ اوسکا حد اعجاز کو پونہچ گیا ہے ورنہ معترض ایسے مرد اور عورت کے انجام کی نسبت جنکا ذکر اوپر کیا گیا کسی دوسرے جملوں میں ان جملونسے مغائر الفاظ میں بیان کرے وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین اعتراض پنجم بھی لاشئے محض ہو گیا - کیونکہ اوس منتقم اور مقتدر حقیقی نے جیسا کہ فرمایا تھا ویسا ہی واقع ہو گیا ولنعم ما قیل ؎

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت	اوس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے
جس بات کو کہے کہ کرونگا میں یہ ضرور	ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

اور جس قدر مہلت کہ اس عبد العزا اور اسکی عورت وغیرہ کو اوس قادر مطلق نے دی تھی اس سے عدم قدرت انتقام سے لازم نہیں آتا اگر ظالم اور سرکش کو اللہ تعالے کیطرف سے اسقدر بھی مہلت نہ دیجاوے جو اوسکو دی گئی تو پھر اتمام حجت کی کیا صورت ہو سکتی ہے - اعتراض نمبر ۶ ششم بھی بتقریر تفسیر ھباءً منثورًا ہو چکا ہے کیونکہ اگرچہ شان نزول سورت کا ایک سبب خاص ہے لیکن ایسے عام الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ ہر شخص اوس سے عبرت اور نصیحت پکڑ سکے بلکہ جو شخص خاص سبب نزول سورت کا ہوا اوسکو بھی مہلت دراز دیگئی تاکہ اس مہلت میں اپنی سرکشی اور ربوبیت سے توبہ کرے اور وہ عورت حمالۃ الحطب سے پرہیز و اجتناب کرے لیکن وہ دونوں اپنی سرکشی اور طغیان میں بڑہتے رہے - حتیٰ کہ جو پیشین گوئی ان دونوں کے انجام کے واسطے کیگئی تھی وہ انکو پیش آگئی - اعتراض ہفتم میں جو بابت ربط و ضبط سور کی نکتہ چینی کی گئی ہے وہ بھی عدم تدبر سے ناشی ہوئی ہے تمام سور قرآنی میں ایک ایسے عجیب و غریب ترتیب واقع ہوئی ہے - جو حد اعجاز تک پونہچ گئی ہے جس سے اہل البصیرت پر واضح ہوتا ہے کہ یہ ترتیب اور یہ مجانست بین السور بالضرور من اللہ ہے نہ من جانب البشر مثلاً انہیں سورتوں میں نظر کیجاوے کہ سورۃ کافرون کے آخر میں فرمایا گیا ہے کہ لکم دینکم ولی دین جسکے ایک معنے میں لکم جزاءکم ولی جزائی یعنے تمہارے کفر اور شرک کا تمکو بدلہ ملیگا - اور

میری توحید اور عبادت اللہ کی خبر مجھکو ملے گی اسجگہ پر یہ سوال پیدا ہوا کہ اس خبر کی تفصیل کیا ہے۔ تو فرمایا گیا کہ جزائے توحید اور دخول فی الاسلام کی نصر اللہ اور فتح الٰہی کا حاصل ہونا ہے۔ اور سزا کفر اور تکذیب اسلام کی تباب وخسران ودخول نار ذات لھب میں ہے پھر جو شخص کہ توحید اسلام کا مکذب اور مانع ہوا اور تبلیغ توحید پر بانی اسلام کو طرح طرح سے ایذائیں دیں اوسکا انجام بیان فرماکر پھر اوسکی رد میں سورہ اخلاص اور توحید کو نازل فرمایا تاکہ ہر طرح سے اوس مکذب اسلام کا ابطال ہو جاوے اور کوئی دقیقہ تبلیغ توحید کا باقی نہ رہے۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ سورۃ کافرون تو مکی ہے اور سورۃ النصر مدنی ہے۔ اور پھر سورۃ تبت اور سورۃ اخلاص دونوں مکی ہیں معہذا ہر چہار سور باہم مثل اربعہ متناسبہ کے متجانس اور مربوط ہیں اور اس ترتیب کے سوا اور کوئی ترتیب عمدہ خیال میں نہیں آتی پس اگر یہ ترتیب من اللہ نہیں تو ایک امی کیطرف سے باوجود اختلاف فی تباعد ازمنہ کے ایسا تناسب اور تجانس مابین السور کیونکر ہو سکتا ہے اور معترض کا یہ اعتراض کہ حضرت کا چچا صاحب ابولہب کیوں ہوا جسکا انجام تباب وخسران ودخول نار ہے اور چچا نے آنحضرت کی حمالۃ الحطب کیوں ہوئی جس کا نتیجہ فی جیدھا حبل من مسد ہوا۔ ناشی ہے عدم تدبر عجائبات قدرت سے کیا معترض نے یہ شعر بھی نہیں سنا ہے

حسن از بصرہ بلال از حبش صہیب از شام — زخاک مکہ ابوجہل اینچہ بوالعجبی است

تمت

کتبہ محمد احسن امروھی فی لیلۃ عید الفطر
من رمضان ۱۳۱۵ھ ہجری واخر
دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین
والصلوٰۃ والسلام
علی سید
المرسلین

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

دنیا میں سچائی سلامتی امن پھیلانیوالا
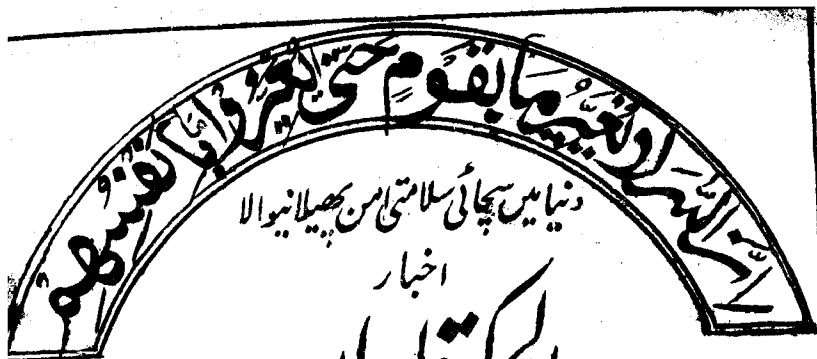
اخبار

الحکم قادیان

دار الامن والامان

دنیا میں **صداقت** اور **حق پرستی** کی تعلیم کی اشاعت کرنا اور گورنمنٹ کی سچی **اطاعت** اور بنی نوع انسان میں باہمی ہمدردی کا پھیلانا اس اخبار کا خاص منشا ہے۔ چونکہ ان مقاصد کے پورا کرنے کیلئے دنیا میں اسوقت جناب **مرزا غلام احمد صاحب قادیانی** ادام اللہ فیوضہم کے مشن سے بڑھکر اور کوئی مشن نہیں اسلئے علی الخصوص حضرت اقدس کے مشن کا خادم ہونے کا فخر الحکم کو حاصل ہے جس میں اسلام کے مقدس اصولوں پر بحث کیجاتی ہے۔ **دین اسلام** کی خبریں اور اہل اسلام کے متعلق مضامین درج ہوتے ہیں جناب **مرزا صاحب** کے مشن کے مفصل **حالات** اور آپ کی **تقریریں** اور **کلمات طیبات** عموماً شائع ہوتے ہیں قیمت عام سے سالانہ بپیشگی محصولڈاک **تین** روپیہ سالانہ۔ معاون اور خواص جو کچھ لطف فرماویں شکریہ سے لیا جاویگا۔ عام طور پر ترتیب مضامین یہ رہیگی (۱) دنیکے اسلام کی خبریں (۲) مذہبی دنیا کی متعلق معلومات (۳) اپنے مطلب کی کوئی نظم (۴) حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی ڈائری (۵) مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب (۶) معارف قرآن یعنے بعض آیات کی لطیف تفسیر (۷) مشاہیر اسلام کی سوانح عمری (۸) اسلام کی فلسفیانہ ردح (۹) اسلام میں عورتونکی حالت (۱۰) حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب یا اُنکے متبعین کے مکتوبات (۱۱) اپنے مشن پر پولٹیکل نکتہ چینیونکا جواب (۱۲) باہمی اتحاد وارتباط کی ترقی کے لئے باہمی **تعارف** (۱۳) عورتوں کا صفحہ (۱۴) بچوں کا صفحہ (۱۵) قادیان کا ہفتہ

تمام خط وکتابت شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائیٹر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور کے نام حسب قاعدہ ڈاکخانہ ہونی چاہئے

انوار احمدیہ پریس قادیان